ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶- دسمبر ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ⊙ لاہور

ھدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا إِذَا صَعِدْنَا کَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ــــ

ترجمہ! حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب بلندی سے اترتے تو سبحان اللہ کہتے (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجُیُوْشُہٗ إِذَا عَلَوُا الثَّنَایَا کَبَّرُوْا وَإِذَا ھَبَطُوْا سَبَّحُوْا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِإِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ــــ

ترجمہ! حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا لشکر جب بلندی پر چڑھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور جب بلندی سے اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے (اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے)

وَعَنْہُ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَۃِ کُلَّمَا أَوْفٰی عَلٰی ثَنِیَّۃٍ اَوْ فَدْفَدٍ کَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ: لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ آیِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ، وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ،" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃِ الْمُسْلِمِ: إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُیُوْشِ اَوِ السَّرَایَا اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَۃِ ــــ

ترجمہ:- حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو جب بھی کسی بلندی پر یا بہت اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر فرماتے نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالےٰ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (سفر سے) واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اپنے رب کی تعریف کرنے والے" سچا کیا اللہ نے وعدہ اپنا، اور مدد کی اپنے بندے کی اور شکست دی لشکروں کو اس اکیلے نے (بخاری ومسلم)، اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ جب آپ بڑے لشکروں یا چھوٹے لشکروں یا حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ــــ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِیْ، قَالَ: عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ، وَالتَّکْبِیْرِ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ: اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ، وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ ــــ

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میں سفر کا ارادہ کرتا ہوں تو مجھے وصیت فرمایئے، آپ نے فرمایا تم اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کے تقویٰ کو لازم کر لو، اور ہر بلندی پر تکبیر کہو، جب وہ وہاں سے چل پڑا، تو آپ نے فرمایا، کہ اے اللہ! اس کے لئے سفر کی درازی کو لپیٹ دے، اور اس کے اوپر سفر کو آسان کر دے، ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ، فَکُنَّا إِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی وَادٍ ھَلَّلْنَا وَکَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا اَیُّھَا النَّاسُ: ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَإِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّہٗ مَعَکُمْ، إِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ:- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، تو جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو ہم "لا الٰہ الا اللہ" اور تکبیر کہتے اور اپنی آوازوں کو بلند کرتے، تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ اے لوگو! اپنے نفسوں پر نرمی کرو۔ اس لئے کہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو (وہ ذات تو (ہر وقت) تمہارے ساتھ ہے، انہ سمیع قریب یعنی وہ ذات (ہر جگہ) سننے والی اور قریب ہے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ: دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَۃُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ عَلٰی وَلَدِہٖ

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین دعائیں مقبول ہیں کہ ان کی

ہفتہ وار



شہر لاہور

فون ۴۵۴۵۷۶

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے

ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء مطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۲۹

بے حجابی اور عُریانی

دورِ حاضرہ میں مغربی تہذیب و تمدن کے متعدی جراثیم ہمارے معاشرہ میں کچھ اس طرح سرایت کرتے جاتے ہیں کہ بے حیائی، عریانی اور ٹیڈی ازم نے وبا کی سی صورت اختیار کر لی ہے اس سے کچھ عرصہ قبل باغیرت مسلمان بڑھتی ہوئی بے پردگی، بے حجابی، لباس کی زیبائش و آرائش اور عورتوں کے بن سنور کر گھر سے باہر نکلنے کا رونا رویا کرتے تھے لیکن آج کل معاملہ اس سے بہت زیادہ آگے بڑھ گیا ہے، جس طرف نظر اٹھاؤ، جس بازار میں جاؤ اور جس سڑک اور جس آبادی میں جانے کا اتفاق ہو عورتوں کے غول ٹیڈی لباس پہنے چوکڑیاں بھرتے دکھائی دیں گے نیز کالجوں اور سکولوں میں پڑھنے والی طالبات میں چست لباس پہننے اور جسمانی ساخت کی شرما دینے والی اور حیا سوز نمائش کا رجحان تو اس قدر ترقی پذیر ہے کہ اگر اس کی مناسب روک تھام نہ کی گئی تو یہ سارے معاشرے کی تباہی پر منتج ہو گا۔

نہ جانے مغربی تہذیب نے ہماری عقلیں اتنی کُند کیوں کر دی ہیں کہ ہم باوجود مسلمان ہونے اور تعلیم یافتہ کہلانے کے مغرب سے آئی ہوئی ہر برائی، قباحت اور بے حیائی کو اندھا دھند تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ قوم کی بدبختی نہیں تو کیا ہے کہ عورتیں بازاروں میں وہ لباس پہن کر گھومنے پر فخر محسوس کرتی ہیں جسے زیب تن والے کبھی شریف لوگوں کی بہو بیٹیاں گھروں میں اپنے محرموں کے سامنے آنے میں بھی عار محسوس کرتی تھیں۔

پہلے عورت سر برہنہ نہ کرنے کو شرافت کا معیار سمجھتی تھی۔ مگر آج سر برہنہ رکھنے کو شرافت کی علامت سمجھتی ہے۔ اگرچہ چہرہ ننگا کرنے کی بوقت ضرورت شریعت میں اجازت ہے۔ لیکن اب تو چہرے کے ساتھ گردن شانے بلکہ سینہ کا بالائی حصہ کھلا رکھنا اور چست لباس پہننا جہاں یہ مغرب سے آئی ہوئی شرافت ذرا اور ترقی کر جاتی ہے تو پھر بازو وغیرہ ننگا کر کے ہماری مائیں بہنیں نیم برہنہ سی بازاروں میں نہایت آزادی اور بے باکی سے سرگشت کرتی نظر آتی ہیں یہی نہیں کہ قوم کی یہ بیٹیاں اور بہنیں اکیلی ہی بازار میں تشریف لاتی ہیں نہیں بلکہ بعض اوقات ان کے بھائی شوہر، باپ اور دوسرے عزیز و اقارب بھی ہمراہ ہوتے ہیں۔ مگر انہیں قطعًا اس امر کا احساس نہیں ہوتا کہ ان کی یہ بنی سنوری چست لباس میں ملبوس حسین و جمیل عزیزہ اس وقت تماشہ گاہ عام بنی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ احساس ہوتا بھی ہو تو اسے بُرا نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ یورپ میں اس بے پردگی کا عام رواج ہے جس طرح آج ہم نے اپنی مستورات کو تنہا باہر آنے جانے اور سیر و تفریح کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ یورپ نے اس سے دو قدم آگے بڑھ کر غیر مردوں اور غیر محرموں کے ساتھ خلا ملا اور میل جول رکھنے کی بھی عام اجازت دے رکھی ہے۔ اب اگر یہاں ہم اس بے پردگی کو برا مانیں تو ہم ...... اپنے ان پرانے آقاؤں کی نظر میں غیر تہذیب یافتہ، جاہل اور اُجڈ قرار پاتے ہیں۔ یہ ہیں نتائج اس تعلیم و تربیت اور اس تہذیب و شرافت کے جو ہمیں انگریز سے وراثت میں ملی۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کیا سکھاتا ہے اور عفت عصمت کس میں ہے۔ آیا اس بے پردگی اور بے حیائی میں یا اس پردے اور حیا میں جس کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — الجاریۃ اذا حاضت لم تصلح ان یری منھا الا وجھھا و یدھا الی المفصل۔

(لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیئے سوائے چہرے اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ کے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سر کا پردہ بھی ضروری ہے۔ موجودہ زمانے کی بے پردگی نیم برہنگی اور بے حیائی تو اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا —

— قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (الآیۃ) — مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں اور اپنا سنگار نہ دکھلائیں۔ مگر جو کھلا ہے۔ اس میں سے اور ڈالے رکھیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر) اس آیت میں سینے وغیرہ کو صرف پردے میں رکھنے ہی کا حکم نہیں بلکہ پردے میں رکھنے کے بعد ان کی شکل کو مزید پوشیدہ اور غیر محرموں کی نظر سے اوجھل رکھنے کے لئے گریبان پر اوڑھنی ڈال رکھنے کا بھی حکم ہے۔ چونکہ اوڑھنی سے پردے کی زیادہ تاکید کرنا مقصود ہے۔ اس لئے آج کل نائلون وغیرہ کے باریک دوپٹے بے فائدہ ہیں۔ کیونکہ ان سے خوبصورتی میں ترقی ہوتی ہے۔ پردے کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ ایسے لباس پہننے والی عورتوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لابسات عاریات" (او کما قال) یہ عورتیں بظاہر تو لباس پہنے ہوئے ہیں لیکن درحقیقت ننگی ہیں۔ کیونکہ لباس کا مقصد دو چیزیں ہیں۔ پردہ کرنا اور گرمی سردی سے بچاؤ تو یہ نائلون وغیرہ کے باریک لباس ایک مقصد کو بھی پورا نہیں کرتے۔ لہذا محض بے فائدہ ناکارہ بلکہ مضر ہیں

مردوں کا قصور

اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ قصور سراسر عورتوں ہی کا ہے۔ بلکہ اس کی تمام تر ذمہ داری مردوں پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تمام اسباب جن سے یہ بے پردگی۔ بےحیائی

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا)

باقی بر ص ۱۶

مجلس ذکر ۲۸ نومبر ۱۹۶۳ء بروز جمعرات ۱۱ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ

اسلام ہر دُکھ کا مداوا ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

محترم حضرات!

اللہ تعالٰے کا فضل وکرم ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق دی۔ جس طرح ہم ہفتہ کے چھ دن گزار دیتے ہیں اسی طرح یہ ساتواں دن بھی گزر سکتا تھا لیکن اللہ تعالٰے نے اپنے دروازے پر بلا کر اپنا نام لینے کی توفیق دی یہ محض اس کا فضل واحسان ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے کہ تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ ذکر الٰہی سے گھروں کو منور کرو۔ جن گھروں میں نماز اور ذکر الٰہی کی پابندی ہوتی ہے۔ وہاں رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے آپس میں محبت والفت پیدا ہوتی ہے۔ اور دلوں کو سکون واطمینان میسر آتا ہے

جو لوگ ذکر اللہ نہیں کرتے، اپنے فرائض کو ادا نہیں کرتے، وہ طرح طرح کی بے چینیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور ان میں سے کئی خودکشی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ خودکشی کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی ذکر اللہ کرنے والے۔ ایماندار، اللہ تعالٰے پر بھروسہ رکھنے والے انسان کو کبھی خودکشی کرتے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے کسی کا محتاج نہ بنانا۔ اس دنیا سے چلتا پھرتا اور قرآن کی خدمت کرتا ہُوا اٹھانا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو اللہ تعالٰے سے مانگتا ہے وہ پاتا ہے اگر وہ چیز اس کے حق میں مفید نہ ہو، تو اللہ تعالٰے اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتے ہیں۔ دعا بہرحال اللہ تعالٰے سے کرتے رہنا چاہیئے اور دعا کو ترک نہ کرنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ

دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

انسان کے ذمہ اللہ تعالٰے کے حقوق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے اپنے نفس، والدین، بیوی بچوں، رشتہ داروں وغیرہ کے حقوق ہیں۔ ان سب حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اس کی ناک کٹ جائے وہ ذلیل وخوار ہو جو اپنے والدین کو پائے اور ان کی خدمت کرکے جنت میں نہ جائے۔ مقصد یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کو جو دنیا میں سب سے بڑے محسن ہیں ناراض کرے گا۔ وہ جنت میں نہ جائے گا

انسان کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ اپنے گناہوں اور کمزوریوں کو دیکھے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اللہ تعالٰے نے دولت دی ہے تو اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے، اولاد دی ہے تو ان کو دین کی تعلیم دلائے، بیوی بچوں کو حرام نہ کھلائے اور نہ خود حرام کھائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالٰے فرماتے ہیں، کہ دوزخی جب دوزخ میں جائیں گے۔ تو اپنے والدین کے لئے بددعا کریں گے کہ یا اللہ ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔ انہوں نے تیرے دین کا راستہ نہیں دکھایا۔ اور جو لوگ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائیں گے تو یہ اولاد آخرت میں ان کے لئے نجات کا ذریعہ بنے گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰے کسی آدمی کے درجے بڑھائیں گے تو وہ کہے گا کہ یا اللہ! میں نے تو کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ جس سے میرے درجے بڑھیں۔ اللہ تعالٰے فرمائیں گے کہ تیرے بیٹے نے جو تیرے لئے دعائے مغفرت کی ہے اس وجہ سے میں نے تیرے درجے بڑھائے ہیں۔

محترم حضرات!

اسلام خیر وبھلائی کی دعوت دیتا ہے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا طریق سکھاتا ہے۔ اگر روزہ دار کا کھجور یا پانی سے روزہ کھلوا دیا جائے تو اللہ تعالٰی خوش ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ اپنے بندوں کو نوازنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے مگر بندوں کی بدبختی کی بھی حد ہے کہ وہ اس کے انعامات اور لطف وکرم سے فائدہ نہیں اٹھاتے اللہ کے شان عفو وکرم کو دیکھئے کہ دو وضوؤں کے درمیان صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر دو نمازوں کے درمیان، دو جمعوں کے درمیان اور ان سے جو بچ رہیں دو رمضانوں کے درمیان معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حدیث میں ہے اللہ تعالٰے فرماتے ہیں کہ بڑے گناہوں سے تم بچو۔ چھوٹے گناہ ہم معاف کر دیں گے۔

محترم حضرات!

ہمارا فرض ہے، کہ ہم ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالٰے کی خلوص سے عبادت کریں۔ اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لیں۔

دل پر ایک گناہ کرنے سے سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر معافی نہ مانگی جائے تو نقطہ بدستور قائم رہتا ہے۔ مزید گناہ کرنے سے سیاہ نقطے بڑھتے جاتے ہیں حتیٰ کہ تمام قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً نیکی بدی میں تمیز نہیں رہتی اور انسان جان بوجھ کر نافرمانی کرنے لگتا ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے نافرمانوں کو بدمعاش کے لفظ سے یاد کرتے تھے۔ یعنی جو فرائض ادا نہیں کرتے۔ نماز نہیں پڑھتے۔ روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ وہ سب بدمعاش ہیں اللہ تعالٰے کے نافرمان ہیں۔ اللہ تعالٰے ہم سب کو راہِ راست پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس طرح نہر سے روزانہ پانچ وقت غسل کرنے سے میل کچیل باقی نہیں رہتی۔ اس طرح پانچ وقت کی نماز پڑھنے سے انسان گناہوں کی میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کی کثرت کرے گا، حق تعالٰے اس کو ہر غم سے نجات، تنگی سے کشادگی اور بے گمان

باقی بر صفحہ ۱۸

خطبہ جمعۃ المبارک ۱۲ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۳ء

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنّت کی ضمانت

(گذشتہ سے پیوستہ)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

بزرگانِ محترم!

میں نے گزشتہ خطبۂ جمعہ میں جنّت میں داخلہ حاصل کرنے کے لئے حضور علیہ السلام کا ارشاد فرمودہ ایک نسخہ جو چھ اجزاء پر مشتمل ہے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا تھا اس نسخے کے دو اجزاء راست گفتاری اور ایفائے عہد بیان ہو چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں باقی چار اجزاء کا تذکرہ مقصود ہے اللہ تعالٰے ہمیں اس نسخے کو استعمال کرنے اور جنت میں جانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اجزاء حسب ذیل ہیں۔

۳۔ امانتداری

نسخۂ مذکورہ یعنی حدیث نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں تیسری چیز امانت ادا کرنے کی تاکید ہے۔ امانت سے مراد صرف روپیہ پیسہ ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز یا ذمہ داری ہے جو کسی کو معیّنہ یا غیر معیّنہ مدّت کے لئے سپرد کی جائے اور طلب کرنے پر اس کی واپسی ضروری ہو۔ قرآن عزیز میں ارشاد باری ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۙ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ط

بے شک اللہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کے حوالہ کرو اور جب فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

مقصد

یہ ہے کہ امانتیں ان لوگوں کو ادا کرو جو اس کے صحیح مستحق اور اہل ہیں۔ امانتیں نااہل کے حوالے کسی حال میں نہ کرنا چاہئیں۔ اس آیت میں امانت سے مراد ہر قسم کی ذمہ داری ہے خواہ وہ حکومت واقتدار سے متعلق ہو۔ یا کوئی دوسری صورت ہو اس دور میں ووٹ بھی ایک بہت بڑی قومی امانت ہے چنانچہ ووٹ کسی نااہل اور دشمنِ دین وایمان کو دینا ایک .. بہت بڑی قومی و ملّی خیانت ہوئی دوسری آیت میں ہے:۔

فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ

جس شخص پر اعتبار کیا ہے (یعنی جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے)، اسے چاہیئے کہ اپنی امانت کو پورا ادا کر دے اور اپنے رب سے ڈرتا رہے۔

چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ امانت میں دیانتداری تقویٰ کی نشانی ہے امانت میں خیانت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل خوفِ خدا اور تقویٰ سے خالی ہے

۴۔ عصمت کی حفاظت ۵۔ غضِ بصر

(نگاہ نیچی رکھنا)

عصمت کی حفاظت اور غضِ بصر دونوں سے مراد یہ ہے کہ انسان انتہائی پاکدامنی کی زندگی گزارے۔ پاکیزگیٔ نگاہ، عصمت کی حفاظت کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور یہاں اسی لئے عصمت کی حفاظت کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور یہاں اسی لئے عصمت کی حفاظت کے ساتھ نگاہ نیچی رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن عزیز میں بھی یہی اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے:۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ط ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ o

ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

بدنظری عموماً گناہ کی پہلی سیڑھی ہے اس سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا یعنی مسلمان مرد عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں اگر ایک مرتبہ بیساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا جس سے وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار وارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ پہلی مرتبہ دفعتاً جو بیساختہ نظر پڑتی ہے ازراہِ شہوت ونفسانیت نہیں ہوتی اس لئے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے شاید یہاں بھی مِنْ اَبْصَارِھِمْ میں مِن کو تبعیضیہ لے کر اسی طرف اشارہ ہو۔

شرمگاہوں کی حفاظت کے سلسلے میں مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حرام کاری سے بچیں اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں الا عند من اباحہ الشارع من الازواج وما ملکت ایمانہم

یاد رکھو!

آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اللہ جل شانہٗ کو سب معلوم ہے۔ لہٰذا اس کا خیال کر کے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو۔ ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا۔

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے) سورۂ مومن رکوع ۲۵)

محترم حضرات!

صاف ظاہر ہے کہ اگر انسان یہ بات دل میں بٹھا لے کہ اللہ جل شانہٗ، آنکھوں کی چوری دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال جانتا ہے، اور سب کو ایک دن اسی علیم وخبیر ذات کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہے تو انسان سے فواحش کا صدور ہی

نہیں سکتا۔ اب آپ اندازہ فرمائیے کہ اگر خداوندِ قدوس کے علیم وخبیر اور بصیر ہونے کا یہ تصور معاشرہ کے دل و دماغ پر محیط ہوجائے اور خوفِ خدا کی چنگاری لوگوں کے دلوں میں سلگ اٹھے تو معاشرہ کی فضا کس قدر نور زا، پاکیزہ اور مطہر ہوسکتی ہے؟

مومنہ عورتوں کے لئے حکم خداوندی

قولہ تعالیٰ:۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت[۱] کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے۔ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں[۲] اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ[۳] یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر[۴] یا اپنے غلاموں پر[۵] یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت[۶] نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورت کی پردہ کی چیزوں سے واقف[۷] نہیں اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم[۸] ہوجائے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات[۹] پاؤ

حاشیہ شیخ الاسلام رح

[۱] سنگار عرف میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ احقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ زیبائش کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا۔ زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی یا کسبی زینت کو شامل ہے خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے جن کا ذکر آگے آتا ہے کسی کے سامنے جائز نہیں ہاں جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے اور اس کے ظہور کو بسبب عدم قدرت یا ضرورت کے روک نہیں سکتی اس کے بمجبوری یا بضرورت کھلے رہنے میں مضائقہ نہیں (بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو) حدیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں الا ما ظہر منہا میں داخل ہیں۔ کیونکہ بہت سی ضروریاتِ دینی و دنیوی ان کے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں اگر ان کے چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی۔ آگے فقہا نے قدمین (پاؤں) کو بھی ان ہی اعضاء پر قیاس کیا ہے اور جب یہ اعضاء مستثنیٰ ہوئے تو ان کے متعلقات مثلاً انگوٹھی چھلا یا مہندی کاجل وغیرہ کو بھی استثنا میں داخل ماننا پڑے گا۔ لیکن واضح رہے کہ الا ما ظہر منہا سے صرف عورتوں کو بضرورت ان کو کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی۔ نامحرم مردوں کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان اعضاء کا نظارہ کیا کریں شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر ہی حق تعالیٰ نے غضِ بصر (نگاہ نیچی رکھنے) کا حکم مومنین کو سنا دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کو کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے اس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ آخر مرد جن کے لئے پردہ کا حکم نہیں آیت بالا میں عورتوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز یاد رکھنا چاہئیے کہ ان آیتوں میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا یعنی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اپنے گھر کے اندر ہو یا باہر، عورت کو کس حصۂ بدن کا کس کے سامنے کن حالات میں کھلا رکھنا جائز ہے باقی مسئلہ "حجاب" یعنی شریعت نے اس کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سیر و سیاحت کرنے کی اجازت دی یہاں مذکور نہیں۔ اس کی تفصیل سورۂ احزاب میں ہے۔ ہم نے فتنہ کا خوف نہ ہونے کی شرط بڑھائی وہ دوسرے دلائل اور قواعد شرعیہ سے ماخوذ ہے جو ادنیٰ تامل اور مراجعتِ نصوصِ شرعیہ سے دریافت ہوسکتی ہیں۔

۲۔ بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے نمایاں چیز سینہ کا ابھار ہے اس کے مزید تستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی (ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن) اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار (اوڑھنی) سر پر ڈال کر اس کے اس کے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لا کر گریبان پر ڈالنا چاہئیے تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے۔

۳۔ ماموں اور چچا کا بھی یہی حکم ہے اور ان محارم میں بھی فرقِ مراتب ہے۔ مثلاً جو زینت (عورت) خاوند کے آگے کر سکتی ہے دوسرے محرموں کے سامنے نہیں کر سکتی ابتدائے زینت کے درجات ہیں جن کی تفاصیل تفاسیر اور کتب فقہ میں ملتی ہیں یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس قدر تستر کا اہتمام اجنبیوں سے تھا اتنا محارم سے نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

۴۔ یعنی جو عورتیں اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والی ہیں بشرطیکہ نیک چلن ہوں۔ بد راہ عورتوں کے سامنے نہیں۔ اور بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں۔ کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہے

۵۔ یعنی اپنی لونڈیاں (باندیاں)، اور بعض سلف کے نزدیک مملوک غلام بھی اس میں داخل ہے اور ظاہر قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے لیکن جمہور ائمہ اور سلف کا یہ مسلک نہیں

۶۔ یعنی کمیرے خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق نہ ہوں، شوخی نہ رکھتے ہوں یا فاتر العقل پاگل وغیرہ جن کے حواس وغیرہ ٹھکانے نہ ہوں محض کھانے پینے میں گھر والوں کے ساتھ لگے ہوتے ہیں۔

۷۔ یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی اسرار کی کوئی تمیز نہیں، نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں۔

۸۔ یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہیئے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجانب کو ادھر میلان اور توجہ ہو۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہو جاتی ہے

۹۔ یعنی جو حرکات پہلے ہو چکیں ان سے توبہ کرو۔ اور آئندہ کے لئے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

حاصل

۱۔ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار محرموں کے علاوہ کسی کے سامنے از روئے

شرح سورۃ الحشر

از امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:۔ غازی خدا بخش و شیخ بشیر احمد بی اے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پارٹی کی ضرورت

اگر کتاب الٰہی کی اشاعت کو پارٹی پروگرام میں منضبط کرلیا جائے۔ جیسے ہم سورۂ مجادلہ میں حزب اللہ کی تاسیس سے استنباط کر چکے ہیں اور انسانی عقلمند جماعتوں کا فیصلہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ کوئی انقلاب پارٹی کی آمریت (ڈکٹیٹر شپ) کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا تو انبیاء کرام کی کامیابی کو ان کی پارٹیوں کی ڈکٹیٹر شپ کی کامیابی تسلیم کرنا پڑے گا۔ انبیاء کرام اپنی پارٹیوں کے لیڈر ہوتے ہیں اس لئے دنیا غلطی سے رہنما کو ڈکٹیٹر سمجھ لیتی ہے حقیقت میں کوئی نبی اپنے انقلابی رفقا کی کامیابی کے بغیر کامیاب نہیں ہوا۔ بڑے بڑے اولو العزم نبی اپنے رفقاء کی کمزوری کے سبب سے اپنی تعلیمات کے نتائج نہ دیکھ سکے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے حضرت موسےٰ ؑ بذات خود بڑے اولو العزم نبی تھے اور ان کی نظیر تاریخ میں بہت کم ملتی ہے مگر ان کے رفقاء کی کمزوری سے انہیں بے حد تکالیف پیش آئیں اور منزل مقصود پر پہنچنے میں ناکام رہے۔ چنانچہ پ۶ سورۃ المائدہ ع۵ آیت ۲۶ ملاحظہ ہو۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ج يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ط فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○

ترجمہ:۔ فرمایا تحقیق وہ زمین ان پر چالیس برس حرام کی گئی ہے اس ملک میں سرگرداں پھریں گے سو تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر

شیخ التفسیر استاذی المکرم حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت پر ربط آیات میں تحریر فرمایا۔ اگر یہ (بنی اسرائیل) ایسے ہی ڈرپوک اور بے حس ہو گئے ہیں تو ان کو ارض مقدس کی بادشاہی دینے سے کیا نفع ہوگا لہٰذا سزا کے طور پر چالیس سال یہاں جنگل میں پھریں تاکہ بے غیرت اور بے حس بڈھے مر جائیں اور ایک نئی نسل غیور اور حریت پسند پیدا ہو۔ وہ جاکر اپنے آبائی ملک پر قبضہ جمالے

ادھر قرآن حکیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کو اَلَّذِيْنَ مَعَهٗ کی کامیابی پر منحصر کرتا ہے

(۱) لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(پ۱۰ سورۃ التوبہ ع۹ آیت ۸۸، ۸۹)

ترجمہ:۔ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہیں لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے

(ب) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط تا۔۔۔ اَجْرًا عَظِيْمًا

ترجمہ! محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں۔ آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں۔ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں ان کی شناخت ان کے چہروں میں سجدے کا نشان ہے یہی وصف ان کا تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کر دیا پھر موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی کسانوں کو خوش کرنے لگی۔ تاکہ اللہ ان کی وجہ سے کفار کو غصہ دلائے اللہ نے ان میں سے ایمانداروں اور نیک کام کرنے والوں کے لئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربیٰ کون ہیں

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی کامیابی ان کے حزب کی کامیابی ہی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اگر یہ پوچھا جائے کہ رسول ؐ کے ذوی القربیٰ کون ہیں؟ تو بلا تامل یہی جواب دیا جائے گا کہ " اس کی پارٹی کے ممبر" مگر ایک ایسا آدمی جس نے انبیاء کی کامیابی کا اس نقطہ نگاہ سے مطالعہ نہیں کیا کہے گا " رسول اللہ ؐ کے شخصی رشتہ دار"

رسول اللہ صلی اللہ کے نسبی قربیٰ

نبی اکرم کے نسبی رشتہ دار اولاد بنی ہاشم اور پھر اولاد علیؓ اور اولاد عباسؓ ان کی سیاست کا مخصوص انداز یہی تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے طریق پر خلافت قائم کرکے آپ اس کے مرکز میں آنا چاہتے تھے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے استحقاق کی ہرگز صراحت نہیں فرمائی۔ بنی امیہ کی خلافت کے زمانے میں بنی ہاشم حزب مخالف کی حیثیت اختیار کر چکے تھے اب انہوں نے جماعت کے ذریعے سے کوشش کی اور کامیاب ہوئے کامیابی کے بعد دو حصے ہو گئے۔ (۱) بنی عباس اور (۲) علویین

نسبی قربیٰ کسی ترجیحی حق کے مستحق نہیں

بنی عباس نے مرکزی خلافت پر قبضہ کر لیا اور علویین نے اطراف مملکت پر۔ علویین آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط

ترجمہ! کہہ دو میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔۔۔۔ پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ ع۴ آیت ۲۳ میں ذوی القربیٰ سے اپنی ذات مراد لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اجر یہ ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قیامت تک تمام مسلمانوں کے گلے میں پڑی رہے خواہ وہ حکومت کیسی ہی کیوں نہ ہو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا اجر یہ ہے کہ لوگ اپنے اپنے اقربا سے محبت سے پیش آنے لگیں

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○

پ۴ سورۃ النساء ع۱ آیت ۱)

شریعت اسلامیہ کی بنیاد اس پر ہے کہ یہ دعوۃ الی اللہ ہے اللہ کے احکام کا اتباع ہے اور ان کا انصاف کے ساتھ

قیام ہے شریعت الہیّہ کا دوسرا جزو اعظم جو اس سے متفرع ہوتا ہے۔ صلہ رحمی ہے یعنی اہل حق کے حقوق بے کم وکاست ادا کئے جائیں انسانی فطرت اسی پر مجبور ہے اور قرآن حکیم اس فطرت انسانی ہی کے اقتضاءات پورا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اگر یہ فطرت خراب ہو جائے تو انسانیت خراب ہو جاتی ہے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے فرماتے ہیں کہ میری رسالت کا اجر اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم آپس میں صلہ رحمی کرو اور اس باب میں گمراہی میں مبتلا نہ ہو جاؤ اس آیت میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ موجود نہیں ہے کہ مودۃ فی القربیٰ سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مودۃ ہے۔

مودۃ فی القربیٰ کا اصل مفہوم

اس دعوت کو لوگ اپنے اپنے اقربا کے حقوق ادا کریں یہ حکمت تھی کہ لوگ اس پر مطمئن تھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اس چیز کی طرف بلاتے ہیں جس میں ہمارا ہی نفع ہے پس اہل بیت اور سب مائیں اس دعوت کو سنتی تھیں کیونکہ قطع رحم سے سب سے زیادہ نقصان امہات ہی کو پہنچ سکتا ہے جب انہوں نے سُنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تبلیغ وسعی اصلاح کا اس کے سوا اور کوئی اجر طلب نہیں کرتے کہ ہماری اولاد ہماری خدمت کرے تو وہ اسلام کی طرف زیادہ مائل ہو جاتی تھیں۔ جو شخص مکہ معظمہ میں اسلام کے پھیلنے کی رفتار کا مطالعہ کرے وہ اس چیز کو نہایت بین پائے گا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ

(پ۲۲ سورۃ السبا ع۱۲ آیت ۴۷)

پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء کی طرح امت سے کوئی مادی یا غیر مادی اجر طلب نہیں کرتے وہ تو ساری عمر یہی فرماتے جاتے ہیں کہ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ (السبا ع۴۷ (ص، ع۸۶) (الفرقان: ع۵۷) (یوسف ع۱۰۴) یہی سنت انبیاء ہے (یونس: ع۷۲، نوح ۴) (ھود: ع۵۱)

البتہ یہ صحیح ہے کہ متقدم فی الاسلام ہونے کی وجہ سے بنو ہاشم عجمیوں سے افضل واولیٰ ہیں، بشرطیکہ ان میں شرائط خلافت پائی جائیں

الغرض قرآن حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبی رشتہ داروں کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کرتا اس لئے ان سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو حضورؐ کی تحریک میں جان و مال لٹا کر شریک ہوتے ہیں وہ حزب اللہ کے مندرجہ ذیل تین اجزاء ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین قسم کے ذوی القربیٰ

۱۔ مہاجرین آیت نمبر ۸

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ....

أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ○

۲۔ انصار ــــ

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ .... (الحشر: ۹)

۳۔ تابعین باحسان ــــ

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ) الحشر ۱۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح پوزیشن

یہ تینوں قسم کے لوگ ذوی القربیٰ کی تفسیر ہیں فئے میں سے جو حصہ ($\frac{1}{5}$) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے۔ وہ کافی بڑی مقدار ہے یہ اس لئے دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی یعنی نسبی رشتہ دار بہت سے ہیں جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طبعی حقوق ہیں۔ ان کے مصارف اس حصے میں سے نکلیں گے۔ ذوی القربیٰ کا جو $\frac{1}{5}$ حصہ ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اور نسبی رشتہ داروں کے لئے نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ تو یہ ہے کہ وہ اپنا ذاتی یا پانچواں حصہ بھی کبھی پورا وصول نہیں کرتے بلکہ ازواج مطہرات اور قریبی رشتہ داروں کے واجبی حقوق ادا کرنے کے بعد باقیماندہ رقم پھر یتامیٰ اور مساکین کے حصے میں لوٹا دیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ خیال بتانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم $\frac{1}{5}$ حصہ اپنے ذاتی نام سے اور $\frac{1}{5}$ حصہ اپنے ذوی القربیٰ کے نام لیتے ہیں یہ اس پرانی سرمایہ دارانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے شہنشاہیت پیدا کرنا چاہتے تھے اس میں شک نہیں کہ بنی ہاشم میں چند آدمی اس خیال کے ضرور پیدا ہو گئے تھے مگر حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ نے ان کو کامیاب ہونے نہیں دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسلی حق جس کے بعض بنی ہاشم مدعی تھے قائم نہ ہو سکا، یہ اسلامی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا شرف ہے۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ بہت بڑی عزت کے مستحق ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا بلکہ بعض بنی ہاشم کی پالیسی چل جاتی تو ساری دنیا یہی کہتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کا دعوی کر کے اپنے خاندان کے لئے چند روزہ شہنشاہی پیدا کر لی۔

حضرت ابوبکر رضؓ کا دانشمندانہ فیصلہ

بعض بنی ہاشم نے بہت عقلمندی سے اپنی اس رائے کی رہنمائی کے لئے حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کو انتخاب کیا اور انہیں میراث کا مدعی بنا کر حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس بھیجا حضرت ابوبکر رضؓ نے نہایت سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کو نفقہ دیتے تھے میں بھی دیتا رہوں گا اس سے زیادہ تمہارا کوئی حق قائم نہیں ہوتا حضرت ابوبکر رضؓ کی عقلمندی اور استقامت نے مسلمانوں کو ایک بہت بڑی مصیبت سے بچا لیا۔ بعض بنو ہاشم کے اتباع اسے اچھا نہیں سمجھتے مگر ہم کہتے ہیں کہ وہ روپیہ کیوں نہیں کماتے؟ باقی باقی

غازی خدابخش

(آخری قسط)

ہمارے سیاسی مذہبی راہنما

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

باکو سے واپسی

مصطفے صغیر کے واقعہ نے عثمانی ترکوں کے دل میں جو شکوک واوہام ہمارے متعلق پیدا کر دیئے اس میں وہ حق بجانب تھے ہماری تعداد پچاس کے قریب تھی، ہم میں بھی کوئی انگریزوں کا جاسوس ہوتا تو ترکوں کے لئے اس نازک دور میں وہ زیادہ خطرناک ثابت ہوتا علاوہ ازیں ترکی سفیر کابل عبد الرحمٰن پشاوری کی نصیحت معقول معلوم ہوئی کہ ہم اپنے ملک میں واپس آکر ترکوں کی مالی امداد بھی کر سکتے ہیں اور انگریز کے خلاف ہم اپنے ملکی بھائیوں کو ان کی زبان میں اُکسا بھی سکتے ہیں، چنانچہ روسی خرچ پر ہی ہم اپنے دوسرے ساتھیوں کے پیچھے واپس چل پڑے۔

تاشقند میں وُرود

افغانستان کے لئے پاسپورٹ ہمیں تاشقند کے افغانی سفیر سے حاصل کرنا تھا لہٰذا باکو سے جہاز میں سوار ہوکر بحیرہ خزر کو عبور کیا اور ریل گاڑی کا سفر اختیار کیا ۔کئی دن کے ..... بعد عشق آباد، مرو، چارجو، بخارا، سمرقند سے گزرتے ہوئے آخر تاشقند پہنچے، وہاں افغانی سفیر خاں عبدالرزاق سے ملے اور پاسپورٹ طلب کیا انہوں نے کہا اب افغان حکومت سے اجازت طلب کی جائے گی پھر پاسپورٹ آپ کو دیا جائے گا ۔باکو کی طرح یہاں وظیفہ فرشا ہوتا رہا اگرچہ روسی حکومت ہمیں راشن دے رہی تھی لیکن دیگر ضروریات کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانا پڑتا تھا۔ ہر کام حکومت کے قبضے میں تھا بعض احباب خفیہ طور پر ہفتہ میں ایک دو دن تجارت کر لیتے اس پر بھی سپاہیوں کا چھاپہ پڑتا۔

ہمارا آٹھ ماہ کا شغل

ہم جب لاہور میں مڈل سے ہائی کلاس میں آئے تو ہمیں انگریزی گرامر میں مولانا ظفر اقبال صاحب ایم اے نے کافی دلچسپی پیدا کر دی تھی چنانچہ ہمیں فارن آفس (دفتر خارجہ) میں انگریزی ترجمے کا کام مل گیا۔ کابل کا روسی سفیر ہندوستان کے اُردو اخبار بھیجتا جن کا ترجمہ ہم ڈکشنری کی مدد سے انگریزی میں کر لیتے اور وہ روسی میں کرکے حالات حاضرہ سے حکومت کو مطلع کرتے رہتے۔ افغانی سفیر کا وعدہٗ راہداری پورا ہونے کو نہ آتا اسی طرح آٹھ ماہ گزر گئے آخر کابل سے عثمانی ترک جمال پاشا شہید، مولانا برکت اللہ راجہ مہندر پرتاپ اور افغانی سفیر بخارا سردار عبدالہادی خاں آ گئے ان سے حالات بیان کئے چنانچہ ان کی سفارش سے اللہ تعالےٰ نے ہمارا راستہ کھول دیا پاسپورٹ مل گیا راجہ صاحب نے نہ صرف زادِ راہ دیا بلکہ ہرات کے نائب الحکومت کے نام سفارشی چِٹھی بھی دیدی لہٰذا سمرقند، بخارا سے ہوتے ہوئے ریل گاڑی کے ذریعے مرو پہنچے۔

افغان سرحد میں داخلہ

اس وقت ہمارے ساتھ برادر معظم کے علاوہ لاہور کے ماسٹر احمد علی مرحوم بھی تھے۔ مرو سے ایک برانچ لائن افغانی سرحد کو آتی تھی اس کا آخری سٹیشن کشک تھا وہاں پاسپورٹ دکھایا شہر کے پریزیڈنٹ نے مہر لگائی، معلوم ہوا یہ ان پڑھ ہے انقلاب سے پہلے کوچوان تھا آخر افغانستان کی سرحد میں داخل ہوئے گھوڑوں پر ہرات کے صوبے میں داخل ہوئے یہاں تلاشی لی گئی ہمارے ساتھ ایک یہودی فقیر بھی ہو لیا اس کی تلاشی ہوئی تو اس کے لحاف سے بخارے کے ریشمی رومال نکلے معلوم ہوا کہ یہ فقیر نہیں بلکہ ایک مالدار تاجر ہے اس کا کام ہی سمگلنگ ہے۔ افغانستان کی چیزیں ترکستان کو لے جاتا ہے اور ادھر کی چیزیں ادھر لاکر بیچ دیتا ہے محصول سے بچنے کے لئے فقیرانہ بھیس میں رہتا ہے

ہرات پہنچ کر نائب الحکومت خاں سرور خاں سے ملاقات کی راجہ صاحب کی چِٹھی ان کے حوالے کی ایک قافلہ کابل کو روانہ ہو رہا تھا چنانچہ نائب الحکومت نے ان کے سپرد کر دیا سواری کے لئے گھوڑے مل گئے اور زادِ راہ بھی دیدیا۔

ہرات سے گرم پوستین خرید لئے دو ہی پڑاؤ چلے تو برف باری شروع ہو گئی ہمارے بعد کوئی قافلہ برف کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتا تھا بعض جگہ برف کا طوفان آیا برف کے تودے ایک جگہ سے اڑ کر آگے ایک برف کا ٹیلہ بن جاتا ایسے موقعہ پر بھوکا ریچھ بھی نکل آتا ہے اسے جو ملتا پھاڑ کر کھا جاتا ہے برف نے ہر چیز کو ڈھانپ لیا ہے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا ایک جگہ اتر کر پیشاب کرنے لگے ہوئی— طوفان نے گھوڑے پر سے پوستین اڑا کر دور پھینک دی اس کے پیچھے جائیں تو گھوڑے کے بھاگ جانے کا خطرہ ہے۔ قافلہ سے علیحدہ ہو جانے کا خدشہ ہے ریچھ کے نکل آنے کا خوف ہے راہ سے نابلد ہیں بس خدا تعالےٰ کی آس ہے۔ اس پر توکل ہے یہ ہزارہ جات کی راہ پہاڑی ہے سردی زوروں پر ہو گئی آخر دانت بجنے لگے سوار ہوتے ہیں تو پاؤں یخ ہو جاتے مجبوراً اتر کر پیدل چلتے ایک سرائے میں پہنچے۔ قافلے نے آگ جلا دی آگ کے شعلوں پر پاؤں رکھ دیئے تھوڑی دیر کے بعد پاؤں کو دیکھا تو چھالے پڑے ہوئے ہیں جو پیدل اب چلنے نہیں دیتے، مرغی کے انڈے ابال کر ان سے جیب بھر کر سوار ہو گئے توڑ کر گھوڑے کے اوپر ہی کھاتے جاتے ہیں۔ سرائے آتی تو رات کو پانی سے گھڑا بھر لیتے کہ صبح کام آئے صبح کو گھڑا الٹا کرکے پانی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو پانی نہیں معلوم ہوا کہ وہ تو برف ہو گیا ہے۔ جم چکا ہے گرم کرکے نکالتے ہیں اور وضو کرتے ہیں

واپس کابل میں

آخر کئی دن کے بعد یہ پہاڑی سفر ختم ہوا اور کابل پہنچے۔ یہاں پھر امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے ملاقات ہوئی چند دن انہوں نے بڑی شفقت سے رکھا۔ انہوں نے ہی کابل سے پشاور تک بس کا ٹکٹ اور زادِ راہ دیا۔ اگرچہ انہوں نے خود ترکی کا سفر اختیار کرنا ہے ہم سے پہلے شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا احمد علیؒ کو معہ اہل وعیال بطریق سابق خدمت قرآن کے لئے روانہ کر چکے تھے ہندوستان میں بھی انگریز کی حکومت تھی خود

(باقی بر صفحہ ۱۴)

آخرت کی کامیابی

محمد شفیع عمر الدین ھٹہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۱)

ترجمہ! بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے ——

کامیاب ہونیوالے مومنوں کے اوصاف حمیدہ کی فہرست

۱۔ نمازوں میں عاجزی کرنے والے

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۲)

ترجمہ! جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں ——

یعنی دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف رکھ کر خشوع وسکون کے ساتھ نیچی نگاہ کر کے دلچسپی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ دل کو ادھر ادھر کے خیالات سے بچاتے ہیں اور اخلاص کے جذبے کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ ان کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلب کا سرور نماز میں حاصل ہوتا ہے

۲۔ لغویات سے اعراض کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝

ترجمہ! اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں

یعنی باطل، شرک، گناہ اور ہر بے فائدہ اور بے ہودہ قول وفعل سے بچتے ہیں

۳۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝

ترجمہ! اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں

یعنی فریضہ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں

۴۔ حرامکاری (زنا لواطت وغیرہ) سے بچتے ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝

(المومنون آیت ۵، ۷)

ترجمہ! اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے، اس لئے ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں۔

۵۔ امانت میں خیانت نہیں کرتے

۶۔ وعدہ پورا کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۸)

ترجمہ! اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا منافق کی نشانیوں میں سے ہے۔ ایک مومن کو ان بد خصلتوں سے بچنا چاہیئے لہذا اُسے امانت میں خیانت ہرگز نہ کرنی چاہیئے اور ہر وعدہ جو شریعت میں جائز ہو پورا کرنا چاہیئے۔

۷۔ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ (المومنون آیت ۹)

ترجمہ! اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ——

یہی جنت کے وارث ہونگے

ان اوصاف والے جنت میں جائیں گے

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المومنون ۹۔۱۰)

ترجمہ! وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

قرآن وسنت کیطرف بلانے والی جماعت

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ! اور چاہیئے تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یعنی تقویٰ، اعتصام بحبل اللہ، اتحاد واتفاق، قومی زندگی، اسلامی مواخات، یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت وارشاد کے لئے قائم رہے۔

اُس کا وظیفہ یہ ہی ہو کہ اپنے قول وعمل سے دنیا کو قرآن وسنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سُست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے، اس وقت بھلائی کیطرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہ ہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف ومنکر کا علم رکھتے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذہی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے۔ یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقعہ میں نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں میں ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پہ مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنے کا اندیشہ ہے۔ باقی یہ کہ کن احوال واوقات میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں

ابوبکر رازی رح نے "احکام القرآن" میں اس پہ نہایت مبسوط کلام کیا ہے فلیراجع

میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے والے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ (الانفال آیت ۴۵ پ ۱۰)

ترجمہ! اے ایمان والو - جب کسی جماعت سے ملو تو ثابت قدم رہو - اور اللہ کو بہت یاد کرو، تاکہ نجات پاؤ۔

یعنی

جہاد میں کامیابی حاصل کرنے کا گر یہی کہ ثابت قدمی اور استقلال سے کام لیا جائے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تاکہ قلب کو اطمینان اور سکون رہے۔

حدیث

(عن ابی ھریرۃ رض) لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا
(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ! دشمن سے ملنے کی تمنا نہ کرو اگر تم ملو تو صبر کرو۔

(یعنی)

ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرو۔

مجاہد کے لئے جنت ہے

حدیث :- وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ :- جان لو! جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے

مجاہد کے گناہوں کی معافی

حدیث :- يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ (ریاض الصالحین بحوالہ مسلم)

ترجمہ! سوائے قرض کے شہید کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

افضل عمل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا گیا ___

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ

یا رسول اللہ اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟

آپ نے فرمایا :- اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا (ریاض الصالحین بحوالہ بخاری و مسلم)

پیارا عمل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ___

اَىُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے - آپ نے فرمایا -

اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا

نماز کا وقت پر ادا کرنا

دریافت کیا گیا پھر اس کے بعد؟

آپ نے فرمایا

بِرُّ الْوَالِدَيْنِ

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا

پوچھا گیا پھر اس کے بعد؟

آپ نے فرمایا -

اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا

(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

پانچ بہترین اصول

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ (آل عمران آیت ۲۰۰ پ ۴)

ترجمہ! - اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو اور لگے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو ___ تاکہ تم نجات پاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کے پانچ اصول بیان فرمائے

اول (امنوا) ایمان لانا - جب تک ایمان نہ لایا جائے تب تک اعمال بار آور نہیں ہو سکتے۔

دوسرا :- (اصبرو) صبر کرنا - اللہ تعالیٰ کے احکام پر ڈٹ کر عمل کرنا - پنجگانہ نماز پر مداومت کرنا - اسطرح سب فرائض کا خیال رکھنا ___

تیسرا (صابرو) اپنے نفس کو ہوا اور ہوس سے بچانا جہاد میں مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہنا

چوتھا (رابطو) نماز کے لئے مساجد میں آمد و رفت رکھنا - اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرنا

پانچواں (واتقوا) سب امور اور احوال میں خوفِ الٰہی دل میں رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے بچنا

ہمارے اسلاف نے ان اصولوں پر عمل کر کے ہر دوسرا کی کامرانی حاصل کی مگر افسوس ہم نے ان اصولوں کو طاق نسیاں میں رکھ دیا اللہ تعالیٰ ہمیں فہم سلیم عطا کرے - اور عمل کی توفیق دے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ (مائدہ آیت ۳۵)

ترجمہ! اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اللہ کا قرب تلاش کرو - اللہ کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب ایماندار کو حاصل ہوگا - حدیث میں وارد ہے، کہ ایمان دار وہ ہے جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں نماز قائم کرے زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر صاحب استطاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرے،

نیز تقویٰ کو اپنا شعار بنائے، اللہ سے ڈرے - اس کی محرمات سے بچے اور اوامر پر عمل کرے - پرہیزگاروں کو ہی اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے ___

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۵ (النحل آیت ۱۲۸)

ترجمہ! بے شک اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

اپنے ظاہر اور باطن کو ایمان اور تقویٰ کے ساتھ مزین کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کیا جائے - قرب الٰہی اسوۂ حسنہ کی پیروی سے حاصل ہو سکتا ہے - کوشش کی جائے کہ ہر عمل کتاب وسنت مطہرہ کے مطابق ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی - سوائے اس شخص کے کہ جس نے انکار کیا آپ سے دریافت فرمایا گیا کہ انکار کرنے والا کون ہے - آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔

(کتاب الاعتصام بالسنہ)

نیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں مشرکین اور کفار کے ساتھ جہاد کرے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵ (عنکبوت آیت ۶۹)

ترجمہ! اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی، ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے

(ف) "اپنی راہیں" یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے (موضح القرآن)

جو اس دستور العمل پر گامزن ہوگا، وہ کامیاب ہوگا۔

حلال کو اختیار کرے اور حرام سے اجتناب کرے

(باقی برصفحہ ۱۲)

مرتبہ :۔ محمد سلیمان قادری

درسِ حدیث

حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی صاحب مدظلہ العالی خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ جامعہ مدینہ کیمبل پور ھر روز بعد از نماز فجر درسِ قرآن اور بعد از نماز عشا ردرس حدیث دیتے ھیں ۔ احقر نے جو درس حدیث قلمبند کئے ھیں ان میں سے ایک ھدایۂ قارئین خدام الدین کیا جاتا ھے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ پانی پینے میں تین سانس لیتے ۔ اور پانی پیالے میں نوش فرماتے تھے" اس کا ایک تو یہ فائدہ ہے کہ جب پیاس سخت ہوگی اور پانی ایک ہی سانس میں پیا تو دل پہ اثر انداز ہوگا ۔ دوسرا تین سانس میں پانی پینے سے پیٹ پہ بوجھ نہیں پڑتا

سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ شکار کھیلنے کے لئے نکلے ۔ شکار کا پیچھا کرتے ہوئے ساتھیوں سے بچھڑ گئے تو ان کی تلاش شروع ہوئی ۔ سلطان کو ایک چھوٹا سا باغ نظر آیا ۔ جہاں آپ نے ایک سمجھدار بچی کو پایا ، آپ نے اسے کہا ۔ بچی ! مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے ٹھنڈا پانی پلاؤ" لڑکی نے سمجھا کہ کوئی مسافر ہے اور ہے بھی کوئی سفید پوش ! جلدی سے ایک گنے کا رس نچوڑ کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا ۔ لیکن گلاس میں چند تنکے ڈال دیئے ۔ بادشاہ نے گنے کا رس نوش فرمایا ۔ بڑا ہی لذیز تھا ۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا ۔ لڑکی سے کہا "بچی مجھے یہ تو سمجھا کہ کتنے گنوں کا رس تھا اور دوسرا تو نے گلاس میں تنکے کیوں ڈال دیئے تھے ؟" لڑکی بڑی سمجھدار تھی ۔ نہایت مؤدبانہ جواب دیا کہ حضرت یہ ایک گنے کا رس تھا ، اور تنکے میں نے اس لئے ڈالے تھے کہ آپ کو سخت پیاس تھی اگر آپ جلدی سے پی جاتے تو پانی آپ کے دل پہ اثر انداز ہو جاتا ۔ بادشاہ لڑکی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دوستوں کی تلاش میں نکلا اور انہیں پا لیا ۔ اور ان سے پوچھا کہ تم اس زمین کا کتنا مالیہ لیتے ہو ۔ انہوں نے کہا ایک پیسہ یا دو پیسے کنال (یعنی بہت کم) یہ تو بڑی اچھی زمین ہے ۔ ایک بچی نے مجھے ایک گنے سے پورا گلاس پانی پلایا ۔ اس پہ زیادہ لگان ہونا چاہیئے ۔ دوسرے دن بادشاہ سلامت پھرتے پھراتے پھر وہیں پہنچے ۔ اسی بچی سے فرمایا کہ پانی پلاؤ ۔ کافی دیر کے بعد وہ لڑکی پانی لے کر واپس آئی ۔ بادشاہ نے تعجب سے پوچھا ۔" بچی کل تو بڑی جلدی آگئی تھی ۔ آج اتنی دیر کیوں لگائی" ! عرض کی "حضرت :۔ کل میں نے ایک گنا نچوڑا تو گلاس بھر گیا لیکن آج تین گنے نچوڑے سے بھی بمشکل ہی بھرا ۔" بادشاہ نے وجہ پوچھی (وہ تو نہ جانتی تھی کہ یہ بادشاہ ہے) لڑکی نے عرض کی کہ حضرت ہم نے اپنی بڑی بوڑھیوں سے سنا ہے کہ جب بادشاہ کی نیت بدل جائے تو فصلیں بھی برباد ہو جاتی ہیں ۔ بادشاہ لڑکی کی عقلمندی پہ بڑا متعجب ہوا ۔ اسی وقت لڑکی کے والد کو بلا کر کہا کہ میں بادشاہ وقت سلطان محمود غزنوی ہوں ۔ میں تیری بچی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ۔ لڑکی کا باپ غریب کسان تھا ۔ اسے اور کیا چاہیئے تھا ۔ وہ فوراً راضی ہوگیا اور وہ لڑکی بادشاہ کے حرم میں آئی

محترم حضرات !

لڑکیوں کو کھانا پکانا ، سینا پرونا ۔ غرضیکہ زندگی گزارنے کے طریقے سکھانا یہ ایک اہم امر ہے ۔ آج ہمارے ہاں ناخن پالشوں کا زور ہے ۔ ضمناً ایک مسئلہ بھی سمجھ لیں ۔ ناخن پالش لگانا حرام ہے ۔ اگر یہ لگی ہوئی ہو تو وضو نہیں ہوتا ۔ وضو نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی خیر اب عورتیں بیچاری نماز پڑھتی ہی نہیں اور جو پڑھتی ہیں ۔ اگر وہ ساتھ ناخن پالش بھی لگائی ہوں تو نماز ہوتی نہیں ۔ مگر کیا کیا جائے وہ یہ چاہتی ہیں کہ رحمٰن بھی خوش رہے اور شیطان بھی خوش رہے ۔ یاد رکھو ! خداوند تعالےٰ ٹھگی ، دھوکہ بازی نہیں چاہتے ۔ خدا کے ساتھ معاملہ صاف رکھو ۔ انگریز خبیث جو کام کر گیا ہے وہ ہمارے مردوں اور عورتوں کے دماغ میں راسخ ہو گیا ہے ۔ خود خبیث چلا گیا ہے مگر اس کے کام باقی ہیں ۔ خداوند تعالےٰ نے اسے دفع کر دیا ہے لیکن اپنی لعنت چھوڑ گیا ہے جس میں آج تک مسلمان ملوث ہیں اور اسے فخر سمجھتے ہوئے کرتے ہیں ۔ آج ہمارے بچے بے حیا ، ہماری بچیاں بے حیا ، یہ ٹیڈی ازم خدا کی لعنت کس قدر خرافات میں ہم گرفتار ہیں اللہ تعالےٰ ہمارے بچے اور بچیوں کو ہدایت دے ہمارے ہی بچے ہیں کوئی آسمان سے تو نہیں اُترے) میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ہاں ناخن پالشوں کا زور ہے ۔ مگر حال یہ ہے کہ سبزی پکانا بھی نہیں آتا (یعنی کھانا پکانا تک نہیں آتا) ہم غریبوں کے گھروں میں پھر بھی کچھ ہے مگر ہمارے بعض اونچے بھائیوں کے گھروں میں اگر نوکر نہ ہو تو ترکاری بھی نہیں گرم کر سکتے ۔ جوتوں کو پالش نہیں کر سکتے

آج ہمارے ہاں سوا سو روپے کا کلرک جب بازار سے سبزی لاتا ہے ۔ تو ساتھ مزدور یا نوکر ہوتا ہے ۔ ہم نے اپنی زندگی خود تلخ کر دی ہے ۔ ایک سو روپے کا کلرک جب بازار سے سبزی خود نہیں لا سکتا اور اسے نوکر رکھنا پڑتا ہے ۔ تو سو روپے میں موجودہ وقت میں خود کیا کھائے گا اور نوکروں کی تنخواہ کہاں سے پوری کرے گا ۔ بازار سے سودا لانے والا نوکر ، پکانے والا اور بچوں کو کھلانے والا نوکر ، غرضیکہ تین تین ، چار ، چار نوکر ہوتے ہیں ۔ اب وہ عوام کا خون چوسے گا ۔ رشوت ستانی کا بازار گرم ہوگا ۔ جس سے کئی غریبوں کی روٹی ماری جائے گی اور ایک آدمی کی برائی سے سارا معاشرہ برباد ہو جائے گا

اے برادرانِ اسلام آؤ !

ہم فخر دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو اپناؤ ، تاکہ تمہارا دنیا میں بھی بھلا ہو اور تم آخرت میں بھی خداوند تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا خود مرمت فرماتے ۔ بکری خود دوہتے کپڑوں پہ پیوند خود لگا لیتے ۔ بازار سے خود سودا لے آتے ۔ حالانکہ ہمارا ایمان ہے ۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرماتے کہ اے جبریل میری جوتی مرمت کر میری بکری دوھ تو جبریل علیہ السلام فخر سے ان کا حکم بجا لاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دی کہ کہیں میری امت مادیات میں گم نہ ہو جائے ۔ یاد رکھو ! حضور کی سنت کے مطابق اپنا کام خود کیا کرو ۔ تاکہ خود بھی خوش رہو اور باقی لوگ بھی خوش رہیں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ جس رات خلیفہ ہوئے ۔ صبح کو ٹوکرا اٹھاتے ہوئے مزدوری کو نکلے ۔ صحابہؓ نے دیکھ لیا تو عرض کی "حضرت ! یہ کیا ۔" فرمایا "بچوں کا پیٹ بھی تو پالنا ہے محنت مزدوری نہ کروں گا ۔ تو ان کے نان نفقہ

باقی بر صفحہ ۱۴

رحمتِ کاملؐ کا ظہور

قاری
فیوض الرحمٰن
بی اے پارٹ I
گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

عفو کی ایک نادر مثال

جاہلیت کے ایام ہیں - عرب پر بہیمیت کے دیوتا کی حکمرانی ہے - شرف و احترام نفس اور حقوق مساوات پامال ہو رہے ہیں انسان درندگی کے لباس میں ابنائے جنس کے لئے شیر سے بڑھ کر خونخوار اور ڈسنے والے سانپ سے بڑھ کر خطرناک ثابت ہو رہا ہے، بادیہ نشینانِ عرب ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو رہے ہیں - ان کی آپس کی جنگ و جدل نے تمام ملک کو میدان کارِ زار بنا رکھا ہے، وہ نہیں جانتے انصاف کس کو کہتے ہیں؟ دلوں میں رحم نہیں، آنکھیں مروت کی روشنی سے محروم ہیں، آئینِ وفا کی حقیقت کو بھولے ہوئے ہیں عفو سے ناآشنا ہیں - اس وقت جبکہ بادیہ نشینانِ عرب اس ماحول میں گھرے ہوئے تھے، دفعتاً قریش کے خاندان اور عبدالمطلب کے گھرانے کا ایک فرزندِ سعید سماوی حقیقت سے بہرہ اندوز ہو کر اٹھتا ہے -

وہ اپنی معجزانہ قوت و توانائی سے گمراہی کے قلعہ کو زمین بوس کر دیتا ہے بھٹکتے ہوئے انسانوں کو صراطِ مستقیم پر لے آتا ہے ان کے تاریک دلوں کو وحیِ الٰہی کی روشنی سے منور کرتا ہے اور پھر اپنے اخلاقِ کاملہ سے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے اور اس کے بعد — مکہ میں ایک عظیم الشان مجمع میں کہتا ہے :-

"ایام جاہلیت کی تمام باتیں آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں، ایامِ جاہلیت کی تمام خونریزی اور اس کے انتقام کی تمام واقعات آج سے بھول جانے چاہئیں - سب سے پہلے میں خود اپنے عم زاد بھائی ابن ربیعہ بن حارث کا خون فراموش کرتا ہوں" آؤ! اس دنیا کے سب سے بڑے انسان کی حیاتِ اطہر کے واقعات کو ٹٹولیں اس نے اپنے دشمنوں اور خطا کاروں کے ساتھ کیا سلوک برتا - کیا اس نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا، یا ان کی خطاؤں پر دامن عفو ڈالا!

دوستو! واقعات رہنمائی کرتے ہیں، وہ ایک سراپا برکت ہستی ہے جس کی بارگاہ عالیہ سے دوست، دشمن دونوں مستفید ہو رہے ہیں، ان کے لئے اس کا دربار دربارِ عام اور اس کے فیوض بھی عام ہیں اس کی سرکار میں مجرموں کے لئے بخشش، گنہگاروں کے لئے رحمتیں، عاصیوں کے لئے شفاعت اور بیکسوں کے لئے اس کی رحمت ہے سارے زمانے کے لئے

ہبار کا جرم

جانتے ہو ہبار بن اسود کون ہے؟ اور اس کا جرم کیا ہے؟

یہ وہ شخص ہے جس کی ظالمانہ دراز دستی نے خاندان رسالت کے قلوب کو تڑپا دیا - یہ وہ شخص ہے - جس نے حضورؐ کے کلیجے کی ٹھنڈک اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی پیاری بیٹی زینبؓ پر بزدلانہ حملہ کیا -

اس کا جرم، روحِ انسانی کو لرزا دینے والا جرم، اسلامی تاریخ کے سفید اوراق پر سیاہ حروف میں قیامت تک نہ مٹنے والی سیاہی سے تحریر ہو چکا ہے

(۱) غزوۂ بدر کا فیصلہ ہو چکا ہے، اسیرانِ جنگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہیں - ان کے متعلق صحابہؓ میں اختلاف ہے بعض ان کے قتل پر مصر ہیں، کچھ چاہتے ہیں کہ زرِ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے آخر اس امر پر فیصلہ ہوتا ہے - اور اسیرانِ جنگ زرِ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں، منجملہ ان قیدیوں کے آنحضرتؐ کے داماد ابوالعاص بھی ہیں ان کو اس شرط پر رہائی دی جاتی ہے کہ وہ مکہ پہنچ کر آنحضرتؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کو مدینہ روانہ کر دیں گے - ابو العاص اس شرط کے پورا کرنے کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں -

(۲) ابو العاص وعدہ ایفا کرتے ہیں، بی بی زینبؓ ہودج میں بیٹھی ہوئی ہیں ابو رافع اور مسلمہ بن اسلم آپ کے ہمرکاب ہیں جنہیں ابوالعاص نے بی بی زینبؓ کی حفاظت کی غرض سے آپ کے ہمراہ روانہ کیا تھا -

اس چھوٹے سے قافلہ نے مکہ سے تھوڑی ہی مسافت طے کی ہے کہ راستہ میں ہبار سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے جو چند اوباشوں کو لئے ہوئے ان کا انتظار کر رہا ہوتا ہے، ہبار بی بی زینبؓ پر نیزہ سے وار کرتا ہے آپ زخمی ہو کر ہودج سے پتھریلی زمین پر گر جاتی ہیں آپ کے جسم اطہر پر کئی جگہ خراش آجاتی ہے - فطری کمزوری، گرنے کا صدمہ آپ کا کمزور دل متحمل نہیں ہو سکتا، آپؓ گرتے ہی بے ہوش ہو جاتی ہیں، بزدل دشمن راہِ فرار اختیار کرتے ہیں، آپؓ کے ہمراہی آپ کو مدینہ لاتے ہیں وہ مدینہ پہنچتے ہی عازمِ خلد ہو جاتی ہیں -

(۳) فتح مکہ کے بعد ہبار بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا ہے، وہ اپنے جرم پر محجوب بھی ہے اور ششدر بھی، وہ جانتا ہے کہ میرے جرم کی اہمیت کیا ہے اور میں کس سزا کا سزاوار ہوں -

وہ سمجھ چکا ہے کہ وہ صاحب مقدر ہستی، جس کی پیاری بیٹی کی موت کا باعث شقاوت قلبی اور للّٰہی بغض ہے مجھ سے انتقام لینے میں حق بجانب ہے، اس کا یہ گمان بھی حدِ یقین کو پہنچ چکا ہے - کہ میری زندگی کی میعاد چند لمحوں تک ہے - لیکن پھر بھی ایک خیال روح پرور ثابت ہو رہا ہے، کہ وہ "رحمۃ للعالمین" ہے اور اس کی سرکار میں مجرموں کے لئے عفو اور بخشش ہے - وہ انتقام نہیں لیتا بلکہ لطف و عطا سے دلوں کو اپنے بس میں کر لیتا ہے، ہبار کا دل متضاد خیالوں کی رزم گاہ بنا ہوا ہے - وہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے کہ دفعتاً یہ مژدۂ جانفزا سنائی دیتا ہے — ہبار! تیرا قصور معاف کر دیا گیا ہے ہبار بڑھتا ہے اُس سراپا رحمت وجود کی طرف بڑھتا ہے - جس کے لب اقدس کی جنبش نے اُسے موت کی کشمکش سے نجات دی ہے، اس کے سامنے جھکتا ہے جس نے دستِ انتقام کو دامنِ رحمت میں جگہ دی ہے اور یہ کہتے ہوئے جھکتا ہے ؎

محمدؐ رحمۃ للعالمین ہیں
یہی رحمت کے ہیں آثار دیکھو

بقیہ :- ہمارے سیاسی و مذہبی راہنما

ادھر تو آ نہیں سکتے　　بیکار زندگی کابل میں بسر نہیں کرنا چاہتے تھے - چنانچہ اناطولیہ جانے کی ٹھانی ہوئی ہے لیکن جو کچھ پاس تھا وہ ہم جیسے نادار مسافروں کو دے چکے تھے اسی طرح انہوں نے ساری عمر توکل پہ گزاری

ہماری پشاور میں نظر بندی

کابل سے چل کر ہم پشاور پہنچے وہاں محکمہ سی آئی ڈی کی طرح انگریز نے بی آئی ڈی کا محکمہ کھولا ہوا تھا - بالشویکوں کی طرف سے جو آتے ان کی تفتیش کے لئے یہ محکمہ تھا اس کے انگریز آفیسر کا نام یو آرٹ تھا - ہر روز ہمیں اس کے سامنے پیش کیا جاتا طرح طرح کے سوالات کے ذریعے ادھر کے حالات دریافت کرتے - لیکن ہم تینوں نے دل سے عہد کر لیا تھا کہ کوئی راز نہ بتائیں گے - اگر راز افشاء کر دیئے تو ہم بلا تنخواہ گویا انگریز کے جاسوس بن کر گئے تھے - بہتیری ہم پر سختی کرتے لیکن ہم اپنے وعدے پہ قائم رہے آخر لاہور لاکر ہمیں رہا کر دیا گیا اور کافی عرصے تک کڑی نگرانی رہی ــــ

بقیہ :- درس حدیث

کا انتظام کیوں کر ہوگا ، آخر سب صحابہؓ نے مشورہ کیا کہ خلیفۃ المسلمین کے لئے تنخواہ مقرر کی جائے - آخر اب یہ خلافت کو سنبھالیں گے یا محنت مزدوری کریں گے -

برادرانِ محترم :-

اسلام چاہتا ہے کہ تمدن بڑا آسان ہو کسی انسان کو معاشی طور پر تکلیف نہ ہو - اور آسان تمدن وہی تمدن ہے - جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا - آپؐ نے مسلمان کو ہر ہر ادا سکھائی - کھانے پینے ، اٹھنے بیٹھنے ، چلنے پھرنے ، سونے جاگنے ، گفتار کردار کے ڈھنگ بتائے اور اسی لئے خالق لایزال نے فرمایا

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ــــ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ :- آخرت کی کامیابی صلا سے آگے

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ ج فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o

(مائدہ کا آیت ۱۰۰)

ترجمہ : کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہاری نجات ہو -

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

اس رکوع سے پہلے رکوع میں فرمایا تھا کہ طیبات کو حرام مت ٹھہراؤ ، بلکہ ان سے اعتدال کے ساتھ تمتع کرو -

اس مضمون کی تکمیل کے بعد خمر وغیرہ چند ناپاک اور خبیث چیزوں کی حرمت بیان فرمائی اسی سلسلے میں محرم کے شکار کو حرام کیا - یعنی جس طرح خمر ، میتۃ وغیرہ خبیث چیزیں ہیں اسی طرح محرم کے شکار کو سمجھو - محرم کی مناسبت سے چند ضمنی چیزوں کا بیان فرمانے کے بعد اب متنبہ فرماتے ہیں - کہ طیب اور خبیث یکساں نہیں ہو سکتے - تھوڑی چیز اگر طیب و حلال ہو وہ بہت سی خبیث و حرام سے بہتر ہے عقلمند کو چاہیئے کہ ہمیشہ طیب و حلال کو اختیار کرے - گندی اور خراب چیزوں کی طرف خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی زیادہ ہوں اور بھلی لگیں نظر نہ اٹھائے ــ

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر چٹ کا حوالہ ضرور دیا کریں ــ

بقیہ :- خطبۂ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

بقیہ :- خطبۂ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

شریعت جائز نہیں۔

۲- اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو ہتھیلیاں، پاؤں اور مطلقاً چہرہ چھپانے کے لئے شریعت مجبور نہیں کرتی۔ مگر اس صورت میں بھی مردوں پر یہ پابندی لازم ہے کہ وہ نہ آنکھیں لڑائیں اور نہ ان اعضاء کا نظارہ کریں۔ نیز عورتوں کے لئے بھی حرام ہے کہ وہ مردوں سے آنکھیں لڑائیں یا تاک جھانک میں مصروف ہوں۔

(۳) پردہ کے احکامات سورۂ احزاب میں مذکور ہیں۔ ان آیات میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔

(۴) اوڑھنی یا دوپٹے سے سر، کان، گردن اور سینہ ڈھکا ہوا ہونا چاہیئے۔ دوپٹے کے پلّے پشت کی طرف لٹکانے ناجائز ہیں۔

(۵) خاوند، باپ، بیٹا، خاوند کا بیٹا، بھتیجا بھائی، بھانجا، پاس بیٹھنے والی شریف اور مسلمان عورت (کافر اور بدراہ عورتیں اس حکم سے خارج ہیں) لونڈی، غلام اور کمیرا جسے عورت سے کوئی سروکار نہ ہو، محض اپنے کام سے کام ہو، فاتر العقل یا پاگل اور کمسن بچہ محارم کے حکم میں ہیں —

(۶) مومنہ عورت کی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہیئے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجنبی لوگوں کو ادھر میلان اور توجہ ہو

(۷) زیورات کی آواز اور چال ڈھال کا انداز بعض اوقات صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہوتا ہے۔ اس لئے مومنہ عورت کو اس سے قطعی اجتناب ضروری اور لازم ہے۔

(۸) اگر ان میں سے کوئی حرکت کسی عورت یا مرد سے سرزد ہو جائے تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہیئے۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

(۹) مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات وسکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیئے —

برادرانِ اسلام!

بہرحال مجھے عرض کرنا یہ مقصود تھا کہ قرآن عزیز اور حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں عصمت کی حفاظت کے ساتھ نگاہ نیچی رکھنے کا حکم محض اس لئے دیا گیا ہے اور یہ اندازِ بیان اس بناء پر اختیار کیا گیا ہے کہ نگاہ کی آوارگی ہی سے ذہن و خیال میں پراگندگی پیدا ہوتی ہے اور عصمت وپاکدامنی کا پیراہن تار تار ہوتا ہے اور یہی وہ چور دروازہ ہے جہاں سے فحش وبدکاری کا شیطان داخل ہوکر انسان کے دل ودماغ پر مسلط ہوتا ہے، اپنے زہریلے اثرات انسان کے سارے جسم میں پھیلا دیتا ہے اور اس طرح انسان کی زندگی کے تمام گوشے سکون واطمینان کی نعمت کھو بیٹھتے ہیں

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

نے سورۂ نور کی تفسیر میں لکھا ہے "وَلِغَضِّ الْبَصَرِ اخْتِصَاصٌ بِالنُّوْرِ" غضِ بصر کو نور کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان جس قدر حیا دار، شرمیلا اور نگاہیں نیچی رکھنے کا عادی ہو گا۔ اسی قدر اس کے نور ایمانی میں اضافہ ہوتا جائے گا اور باطن کے تمام گوشے چمک اٹھیں گے۔ اس کے برعکس نگاہ کی آوارگی اور پراگندگی سے ایمان کی روشنی مدھم ہوجاتی ہے اور رفتہ رفتہ انسان کا دل گناہ کی ظلمتوں میں ڈوب جاتا ہے۔

مبادیاتِ زنا بھی حرام ہیں

سطور مذکورہ بالا سے یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی ہوگی کہ نگاہ کی آوارگی وپراگندگی فواحش وبدکاری کا دروازہ کھولتی اور دامن عصمت کو تار تار کرنے پر منتج ہوتی ہے ظاہر ہے اس صورت میں انسان کا مبتلائے زنا ہونا ضروری ہے اور اسی لئے شریعت اسلامیہ نے نہ صرف زنا کو حرام قرار دیا ہے بلکہ مبادیاتِ زنا کو بھی حرام ٹھہرایا ہے بیگانہ عورت کو تاکنا جھانکنا، اس سے بلاضرورت ہمکلام ہونا یا لمبے سفر میں غیر محرم کو ساتھ رکھنا یا ایک مکان میں شب باش ہونا وغیرہ وغیرہ جملہ امور جو زنا کی طرف لے جانے والے ہیں از روئے شریعت حرام ہیں اور یہ سب اس لئے کہ انسان زنا سے بچ سکے — قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:-

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا — اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ

یہ حقیقت ہر مسلمان پر ظاہر ہے اور اوپر اس کا بیان بھی ہو چکا ہے کہ اسلام میں زنا حرام ہے۔ مگر اس کی حرمت کو مضبوط ومحکم بنانے کے لئے پیرایہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اس اندازِ بیان سے صاف طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ اس حکم نے وہ اسباب ووسائل بھی حرام کردیئے ہیں جو زنا تک لے جانے والے ہیں مثلاً مردوں، عورتوں کا اختلاط اور ہنسی مذاق، ایک ہی مکان کے اندر مرد وزن کی بود وباش، دلربائی اور حسن نمائی کے طریقے نظر بازی وغیرہ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے — پھر اس حرکت کو مزید مضبوط کرنے کے لئے سَاءَ سَبِیْلًا کے الفاظ بھی اس آیت میں فرمائے گئے ہیں اور بتایا یہ گیا ہے کہ جو کوئی بھی زنا کرتا ہے وہ اپنے گھر تک زنا کے لئے ایک سڑک بناتا ہے۔ چنانچہ وہ جس سڑک پر چل کر دوسروں کے پاس پہنچتا ہے اسی سڑک پر چل کر دوسرے اس کے گھر آجاتے ہیں۔ حکم دیا گیا ہے —

وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ — (نساء)

کسی عورت کا کوئی مرد آشنا نہ ہونا چاہیئے۔

وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ — (مائدہ)

اور کسی مرد کی کوئی عورت آشنا نہ ہونی چاہیئے

زانی ظالم ہے

قرآن عزیز میں حضرت یوسف علیہ السلام نے زانی کو ظالم قرار دیا ہے (لا یفلح الظالمون ظلم کرنے والے تو کبھی فلاح نہیں پاتے ہیں) زانی کو ظالم کہنے کی وجوہات حسب ذیل ہیں:-

(۱) زانی خود پر ظلم کرتا ہے

ہر ذی شعور اس حقیقت سے ..... باخبر ہے کہ زانی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ زنا سے اخلاق، ردیہ پلیدیہ اور خون تباہ وخراب اور فاسد ہو جاتے ہیں۔ نیز پیدا ہونے والی نسل کا ذخیرہ ضائع ہوجاتا ہے۔

(۲) زنا خاندان پر ظلم ہے۔

اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت ہر عقلمند انسان کے سامنے کھل کر آجائے گی کہ زنا اپنے خاندان پر بھی ظلم ہے کیونکہ جو شخص زنا کرتا ہے وہ اپنے خاندان کے لئے ایک نمونہ قائم کرتا ہے۔ جیسا اوپر کہا جا چکا ہے کہ وہ اپنے گھر تک ایک سڑک بناتا ہے جس سڑک سے زنا بآسانی اس کے گھر میں داخل ہو جائے گا تجربہ اور مشاہدہ ایسی ہزاروں مثالیں آپ کے سامنے پیش کرسکتا ہے

۳- زنا زانیہ پر ظلم ہے

کیونکہ جب عورت ایک بار زنا آلودہ ..... ہو جاتی ہے تو اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ وقاحت وبے حیائی میں روز افزوں بڑھتی جاتی ہے

۴- زنا عورت کے اقربا پر ظلم ہے

کیونکہ سب کو ایسی ندامت دامن گیر ہوتی ہے جس کی کوفت اور صدمہ ان کے دل پر ہمیشہ رہتا ہے

۵- زنا عورت کے شوہر پر ظلم ہے

شادی شدہ عورت کے شوہر پر زنا اس لئے ظلم ہے کہ اس کی حق تلفی ہوئی اس کا اعتماد مجروح کیا گیا، اس کی امانت میں خیانت کی گئی، اُس کے واحد حق میں مداخلت کی گئی، اُس کی رسوائی کی گئی اور اُس کے مال کا وارث ایسے مولود کو بنایا گیا جسے وراثت کا استحقاق حاصل نہ تھا اور بننے والے شوہر پر یوں ظلم ہے کہ جس اعتماد پر اُس نے شادی کی اُس میں اُسے دھوکا دیا گیا ــــ

۶- زنا مولود پر ظلم ہے۔

پیدا ہونے والے بچے پر زنا اس لئے ظلم ہے کیونکہ یا تو ایسے بچہ کو ضائع کر دیا جاتا ہے یا اس کی تربیت صحیح نہیں ہوتی ــــ اور یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اُس کی زندگی کو ہمیشہ کے لئے ننگ و عار کی زندگی بتایا جاتا ہے۔

۷- زنا ملک و قوم پر ظلم ہے

ملک و قوم پر زنا اس لئے ظلم ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ بگڑ جاتا ہے لوگوں کے اخلاق برباد ہو جاتے ہیں، باہمی منافرت اور رقابت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، قتل اور خون خرابہ تک نوبت پہنچتی ہے، نسلیں محفوظ نہیں رہتی ہیں، وہ اوصاف و خصائل جو خصوصیات خاندان ہوتے ہیں تباہ ہو جاتے ہیں، صحتِ عامہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اوصاف قومی گم ہو جاتے ہیں، زنا کے جراثیم والدین سے ان کی آئندہ اولاد میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور ان سب امور کا ملک و قوم کو دائمی نقصان اٹھانا پڑتا ہے ــــ

اللہ تعالٰے ہمیں زنا کی خباثت و ہلاکت سے محفوظ رکھے، مبادیاتِ زنا تک سے بچنے کی سعادت بخشے، اور اپنے، ...... فضل سے عصمت و پاکدامنی کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ہم اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں .... اور ہمارے دل انوار الٰہی سے روشن ہو جائیں۔آمین یا الہ العالمین

۶- دست درازی سے پرہیز

نسخہ کا چھٹا جزو دست درازی سے پرہیز یعنی ہاتھوں کو روکنے کا حکم ہے یہ حکم عام ہے یعنی (۱) کسی کی عصمت پر دست درازی کر کے ظالم نہ بنو ــــ

۲- کسی کی دولت پر ہاتھ صاف نہ کرو۔

۳- کمزوروں اور ضعیفوں پر ظلم و زیادتی نہ کرو

۴- یتیموں اور مسکینوں کے حقوق غصب نہ کرو۔

۵- کسی بھی انسان یا حیوان کی حق تلفی نہ کرو اور نہ اُسے دُکھ دو۔

اِن سے تمام احکام کی خلاف ورزی گناہ کبیرہ ہے۔اللہ تعالٰے ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر عمل کرنے اور انہیں اپنا حال بنانے کی توفیق نصیب فرمائے اور یہ نسخہ استعمال کر کے جنت میں داخل ہونے کی سعادت بخشے ــــ آمین

دار العلوم ربانیہ میں

صدر وفاق المدارس العربیہ محترم جناب حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کا

وُرُودِ مسعود

اہالیانِ مدرسہ کی خوش قسمتی سے محترم جناب مولانا خیر محمد صاحب دامت برکاتہم بتاریخ ۱۱ جمادی الاخریٰ مطابق ۳۰ اکتوبر صبح دس بجے تشریف لائے طلباء اساتذہ نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔حضرت مولانا مسجد اور مدرسہ کی عمارت دیکھ کر بہت مسرور ہوئے بعد از نماز آپنے طلباء کا معائنہ فرمایا۔اور لاگ بک میں مندرجہ ذیل تحریر ثبت فرمائی۔

"آج مدرسہ اسلامیہ دار العلوم ربانیہ واقع ضلع لائل پور اتفاقیہ مولوی عبد الغنی صاحب کی دعوت پر اور حضرت مولانا شیخ الحدیث و صدر مدرس محمد رفیق صاحب کی زیارت کے قصد سے آنا ہوا مدرسہ کے طلباء کا معائنہ کیا اور بعض رجسٹرات بھی دیکھے الحمد للہ کہ تعلیم کی حالت بہت اچھی ہے طلباء صالحین اور محنتی ہیں۔وضع بھی شرعی ہے میرا دل بہت خوش ہوا اور دل سے دعائیں نکلیں کہ اللہ تعالٰے روز مرہ اس مدرسہ کو ترقی دے اور تعمیر مسجد و دیگر عماراتِ مدرسہ کو دیکھ کر دعا نکلی کہ بہت بلند اور نہایت خوشنما اور دیدہ زیب ہیں اللہ تعالٰے اس مدرسہ کو ترقی دے اور تمام معاونین و مددگاران کے جان و مال میں ترقی دے آمین۔احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان و صدر وفاق المدارس العربیہ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۸۳ھ

حسن علی ربانی ناظم شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ دار العلوم ربانیہ (تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور)

بقیہ :ــــ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

اور بے غیرتی ظہور میں آتی ہے۔مردوں ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔اصلی وجہ دین سے ناواقفی اور خدا و رسول سے بے گانگی ہے۔جو مسلمانوں میں دن بدن بڑھ رہی ہے زیادہ قابل افسوس یہ بات ہے کہ مسلمان مطمئن ہیں اور برابر تباہی کے گڑھے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

اس کا ماتم اکبر الٰہ آبادی رح تقریباً چالیس برس پہلے ان الفاظ میں کر چکے ہیں ؎

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے بیبیو پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

(ادارہ)

احکامِ نماز

(خاموش مبلغ)

نماز گزار جنتی ہے ـــ تارک نماز گنہگار اور منکر نماز کافر ہے ـــ نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں

نام نماز	فرض	واجب	سنت	نفل	ابتدائی وقت	انتہائی اوقات	مستحب
فجر	۲	۰	۲	اس وقت نفل منع ہیں	صبح صادق	طلوعِ آفتاب تک	جب روشنی ہو جائے
ظہر	۴	۰	۶ ؎۱	۲	زوالِ آفتاب کے بعد	دو چند سایہ ہونے تک	گرمیوں میں کچھ توقف چاہیئے اور جاڑے میں عجلت افضل ہے
عصر	۴	۰	فرض سے پہلے ۴	نفل منع ہیں	ظہر کے بعد	غروب آفتاب تک	جب تک آفتاب زرد نہ ہو
مغرب	۳	۰	۲	۲	بعد غروب آفتاب	غروب شفق سفید یا سرخ تک	بہت عجلت کرے مگر ابر میں عجلت نہ چاہیئے
عشاء	۴	۳ وتر	۶ ؎۲	۴	مغرب کے بعد سے	صبح صادق تک لیکن قبل عشا سونا اور بے عذر آدھی رات کے بعد پڑھنا مکروہ ہے	تہائی رات مگر ابر میں عجلت چاہیئے
جمعہ	۲	۰	۱۰ ؎۳	۲	بعینہٖ ظہر کا وقت		مریض اور معذور گھر میں ظہر نماز سے جماعت پڑھیں مسئلہ
عیدین	..	۲	..	..	بعد طلوع آفتاب کے	دوپہر تک	عجلت

؎۱ فرض سے پہلے ۴ سنت اور فرض کے بعد ۲ سنت پھر دو نفل ؎۲ پہلے ۴ سنت ۴ فرض پھر ۲ سنت پھر ۲ نفل پھر ۳ وتر پھر ۲ نفل۔ مگر وقت عشاء کے فرض کے بعد سے صبح تک ہے ؎۳ پہلے ۴ سنت پھر ۲ فرض پھر ۴ سنت پھر ۲ سنت پھر ۲ نفل۔

نقشہ ضروریات نماز

فرض ۱۰

۱ـــ پاکی بدن
۲ـــ پاکی کپڑے کی
۳ـــ پاکی جگہ نماز کی
۴ـــ ستر ڈھانکنا
۵ـــ وقت پر نماز پڑھنا
۶ـــ قبلہ کی طرف منہ کرنا
۷ـــ نیت کرنا
۸ـــ تکبیر تحریمہ کہنا
۹ـــ قیام کرنا
۱۰ـــ قرأت یعنی کچھ قرآن مجید پڑھنا
۱۱ـــ رکوع
۱۲ـــ سجدہ
۱۳ـــ قعدہ
۱۴ـــ اپنے ارادے سے نماز ختم کرنا

واجب ۱۱

۱ـــ الحمد پڑھنا
۲ـــ سورۃ ملانا
۳ـــ التحیات
۴ـــ دو رکعت کے بعد بیٹھنا
۵ـــ ترتیب
۶ـــ تعدیل
۷ـــ قومہ
۸ـــ سلام
۹ـــ امام کو فجر، مغرب اور عشاء کی دو رکعتیں باآواز بلند پڑھنا باقی آہستہ پڑھنا
۱۰ـــ وتر میں دعا قنوت پڑھنا
۱۱ـــ عیدین کی پہلی رکعت میں الحمد کے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے تین بار اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔

سُنّت ۱۳

۱۔ اذان ۲۔ تکبیر و اقامت ۳۔ سبحانک اللہ ۴۔ اعوذ باللہ ۵۔ بسم اللہ ۶۔ آمین ۷۔ اٹھتے بیٹھتے تکبیر ۸۔ سجدہ اور رکوع میں تسبیح تین تین بار ۹۔ درود ۱۰۔ دعا ۱۱۔ ہاتھ زیر ناف ۱۲۔ قعدہ ۱۳۔ دو زانو بیٹھنا اور جو قاعدہ نشست و برخاست وغیرہ کے نماز میں متعین ہیں یہ سب سنت ہیں۔ ان کا ترک کرنا خلافِ سنت ہے

مکروہ فاسد

۱۔ بے فائدہ کام کرنا ۲۔ صف سے الگ کھڑے ہونا ۳۔ ننگے سر نماز پڑھنا ۴۔ مرد کو جوڑا باندھنا ۵۔ لٹکتا ہوا کپڑا اٹھانا ۶۔ انگڑائی لینا ۷۔ انگلی چٹخانا ۸۔ چادر وغیرہ لٹکانا ۹۔ سنت کو ترک کرنا ۱۰۔ مرد کو سرخ، زرد، ریشمی کپڑا یا چاندی سونا پہننا ۱۱ـــ کوئی کام خلافِ شرع کرنا وغیرہ ـــ وغیرہ

دل میں جب خلوص ہو سجدے میں ہو نیاز
پھر باعث نجات ہے مسلم تری نماز

سجدہ

سجدہ سات عضو پر فرض ہے۔ پیشانی اور ناک۔ دونوں ہاتھ کے پنجے دونوں گھٹنے اور دونوں قدم کے کنارے یعنی پاؤں کی انگلیاں یہ سب اعضاء زمین پر رہیں اگر ایک قدم بھی زمین سے اٹھا رہے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی ـــ **فرض**۔ اگر رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ **واجب** اگر رہ جائے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے اگر قصداً چھوڑ دیا جائے تو فرض نماز نہایت نقص کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے لیکن دوبارہ پڑھنا واجب ہے **سنت**:۔ کے رہ جانے سے نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے۔ مگر قصداً چھوڑنا بُرا ہے۔

ستر عورت

:۔ مردوں کو ناف سے زانو تک، عورتوں کو دونوں ہاتھ پاؤں کے پنجوں کے سوا بدن ڈھانکنا

بقیہ :- بچوں کا صفحہ

حامل ہے ۔ وہ بوجھ نہ ڈالا جائے جس کے اٹھانے کی وہ طاقت ہی نہیں رکھتی اس کو وہ پیام ہی نہیں بھیجا جاتا جس کو وہ سمجھ ہی نہ سکے کیونکہ ایسا کرنا صریح ظلم ہوگا اور خدا میں ظلم کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا ۔ اس قرآن مجید کی تعلیم عرب کے جاہل اور بت پرستوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ تھوڑے سے عرصے میں دنیا میں سب سے زیادہ خدا پرست سب سے زیادہ مہذب اور سب سے زیادہ طاقتور بن گئے اور ہم باوجود اس تعلیم کے بدستور خراب حالت میں ہیں ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس ذریعہ شفا کو استعمال ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو غلط طریق سے کرتے ہیں

اللہ والوں کے دل میں قرآن مجید کی تلاوت کا شوق

مولانا فضل الرحمٰن مرادآبادی رح فرمایا کرتے تھے ۔ قرآن مجید اور حدیث پڑھا کرو کہ اللہ میاں دل پر آکر بیٹھ جاتے ہیں ۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہم کو اگر قرآن شریف کے بدلے جنت ملے تو منظور نہیں ۔ اگر قرآن شریف ہو تو پھر کیا مضائقہ ہے ۔ ہمارے پاس جنت میں حوریں بھی آئیں گی تو ہم ان سے بھی کہہ دیں گے کہ آؤ بی بی بیٹھ جاؤ اور قرآن مجید پڑھو ۔

حضرت جنید بغدادی رح کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو سجدہ میں گر پڑے اور رونے لگے لوگوں نے رونے اور سجدے کی وجہ دریافت کی تو فرمانے لگے کہ جنید اس وقت سے زیادہ سجدہ اور خضوع و خشوع کا کسی وقت محتاج نہ تھا جب سجدہ سے سر اٹھایا تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی ایک مرید نے کہا آپ اس ضعف اور اضطراب میں قرآن مجید پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان آخری لمحات میں اس سے بہتر عمل میرے لئے اور کیا ہوسکتا ہے اب میرا اعمالنامہ بند کیا جا رہا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا خاتمہ تلاوت قرآن پر ہو ۔

ایک ہم ہیں کہ دنیا کی ہر کتاب پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اگر نہیں پڑھتے تو قرآن کریم کو نہیں پڑھتے ۔ اور جو پڑھتے ہیں ان میں سے اکثر اس میں غور نہیں کرتے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

بقیہ : مجلس ذکر صفحہ ۹ سے آگے

رزق عطا فرمائیں گے ۔

حضرت ابوذر غفاری رض فرماتے ہیں ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت فرماتے تھے کہ

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ؔ و یرزقہ من حیث لا یحتسب ؕ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ؕ

جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے ہر تنگی سے خلاصی کی صورت نکال دیتے ہیں ۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے ۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے کافی ہے اور پھر فرماتے تھے کہ اے ابوذر رض! اگر تمام — آدمی اس آیت پر عمل کر لیتے ۔ تو سب کو بھی کافی ہوتی ۔

حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے ۔ جس میں سب سے کم غم و فکر ہے ۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ اپنے گناہوں پر نظر کرکے انہیں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین —

وَاٰخِرُ دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین —

بقیہ :- احادیث الرسول صفحہ ۵ سے آگے

مقبولیت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے مظلوم کی دعا ، مسافر کی دعا ، اور باپ کا اپنے لڑکے کے لئے بد دُعا داس حدیث کو امام ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے ، اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے ، اور ابو داؤد کی روایت علی ولدہ "کے لفظ مذکور نہیں دیعنی صرف دعوۃ الوالد " کے الفاظ ہیں —

حسد سے بچو ۔ اس سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں

رسالہ عجیبہ نافعہ

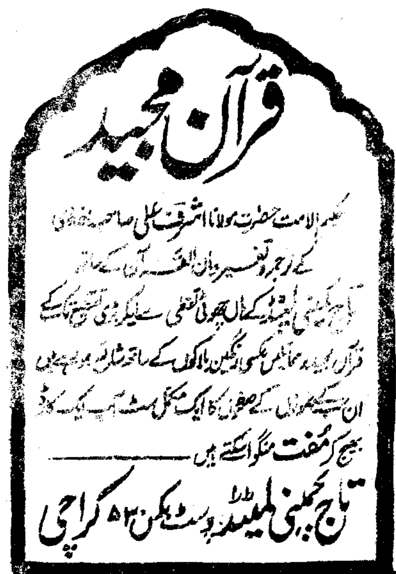
احکام زکوٰۃ

مرتبہ :- محمد احمد تھانوی ۔ شائع کردہ ۔ مدرسہ اشرفیہ سکھر صفحات ۲۴ ۔ قیمت :- یہ رسالہ مفت دستیاب ہو سکتا ہے

اس رسالہ میں احکام زکوٰۃ بالتفصیل اور مکمل امکانی صورتوں کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں ۔ زکوٰۃ ایک اہم فریضہ ہے جس کا انکار کرنا اور ترک کرنا اسلام سے اخراج ہے ضروری ہے کہ اس فریضہ کے جملہ مسائل عامۃ المسلمین کو ازبر ہوں اور وہ مسائل سے عدم واقفیت کی بنا پر فرائض کی تکمیل اور اجر و ثواب کے حصول سے قاصر نہ ہو سکیں یہ رجب المرجب کا مہینہ ہے ۔ مسلمان عام طور پر اس ماہ میں اس فریضہ سے سبکدوش ہوا کرتے ہیں اس لئے اس رسالہ کی اشاعت بر وقت ہے ۔ آخر میں مدرسہ اشرفیہ سکھر کی مالی ضروریات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ۔ یہ ہماری قوم کے لئے باعث ننگ ہے کہ اشاعت دین صرف صدقات و زکوٰۃ کی محتاج ہو ۔ تاہم موجودہ حالات میں یہ بھی غنیمت ہے کہ ہم صدقات و زکوٰۃ ہی سے ان اداروں کی مالی اعانت کرتے رہیں ۔

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کا پندرھواں سالانہ جلسہ

۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ، مارچ ۱۹۶۴ء مطابق ۵ ، ۶ ، ۷ ذی قعدہ ، جمعہ ، ہفتہ ، اتوار ، حسب سابق تجویز ہوا ہے جو زیر سرپرستی اکابر علماء امت و مشائخ ملت و راہ نمایان قوم منعقد ہوگا ۔ اور ملک و ملت کے بلند پایہ اکابر علمائے حقانی اس میں شمولیت فرمائیں گے علم دوست و متعلقہ احباب تاریخ نوٹ فرمالیں دحضرت مولانا) حبیب اللہ فاضل جالندھری مدیر جامعہ رشیدیہ



بچوں کا صفحہ

قرآن کریم تمام ارضی وسماوی انعامات سے افضل ہے

میاں غلام حسین

توراۃ، زبور اور انجیل کتاب اللہ ہیں کوئی تختیوں پر لکھی لکھائی نازل کی گئی اور کسی کے احکام اللہ تعالےٰ نے اس وقت کے نبی کے دل میں القاء کر دیئے اور نبی نے اپنے الفاظ میں امت کے سامنے بیان کر دیئے اس لئے ان میں تحریف ہوتی چلی گئی اور آج ان میں سے کوئی بھی اصلی حالت میں محفوظ نہیں ہے لیکن قرآن مجید کی عظمت و بزرگی کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ وہ خداوند عالم خالق لوح و قلم کا کلام ہے۔ یہ خدا کے اپنے الفاظ ہیں جو جبریل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ خدا خود کلام فرماتا تھا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان کی حرکت سے یہ کلام دوسروں تک پہنچتا تھا قرآن مجید کے الفاظ بھی خدا کے اندر سے نکلے ہوئے ہیں اور اُن کا مفہوم بھی بالکل وہی ہے جو خدا کے اندر سے برآمد ہُوا اور بندے کے اندر داخل ہو گیا۔ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔ سورج چاند زمین اور آسمان یہ سب اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں۔ لیکن یہ انعامات مخلوق ہیں خدا کی ذات کے اندر سے پیدا نہیں ہوئے قرآن کریم سارے ارضی وسماوی انعامات سے افضل ہے کیونکہ یہ رب العزت کے اندر سے پیدا ہُوا اس میں ردو بدل ناممکن ہے اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے قیامت تک اس کے مقابلے میں ایک آیت بھی کوئی نہیں لا سکے گا۔ جس طرح دنیا خدا کی زمین جیسی زمین۔ خدا کے سورج جیسا سورج، اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے عاجز ہے اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بھی بنانے سے عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گا۔

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے کہ اگر بندہ اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہونا چاہے، تو قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ اگر انسان معانی نہ سمجھ سکے تو ناظرہ پڑھنا بھی بڑی برکت کا باعث ہے۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ صرف اعتصام بحبل اللہ یعنی قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے

قرآن مجید کے الفاظ سے زیادہ دنیا میں اور کوئی عظیم الشان الفاظ نہیں ہیں ان کے پڑھنے سے بندہ کے دل میں خدا کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔

قرآن مجید کسی شاعر یا کاہن کا کلام نہیں ہے اللہ تعالےٰ کا اپنا کلام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اس جیسی کتاب تو درکنار اس کی آیات جیسی ایک آیت بھی قیامت تک نہ بنا سکے گا اس کی حفاظت کا ٹھیکہ اللہ تعالےٰ نے خود اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ ہم کون ہیں۔ قرآن کریم کی حفاظت کرنے والے، محافظ اللہ تعالےٰ خود ہیں یہ اس کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں پڑھنے، تلاوت کرنے اور سمجھنے کی توفیق دی ہمارا تلاوت کرنا بھی اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اگر وہ توفیق نہ دیں تو کیا مجال ہے کہ ہم ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکال سکیں

کلام الٰہی کا ورد تمام اوراد سے افضل ہے

آج کل اکثر مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کو چھوڑ کر ایسے اذکار اور اوراد کے پیچھے لگے رہتے ہیں جن کو ان کے مشائخ نے مرتب کیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی تلاوت، فضیلت اور ثواب ان اوراد کی فضیلت اور ثواب سے ہزارہا درجے زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کی سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت تلاوت قرآن مجید ہے قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کو عطا کی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں جاتا ہوں اور تمہارے لئے دو واعظ چھوڑے جاتا ہوں کہ ہمیشہ تم کو نصیحت کرتے رہیں گے ایک واعظ بولنے والا اور ایک خاموش۔ بولنے والا واعظ تو قرآن مجید اور خاموش واعظ موت۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید پڑھا کرو۔ ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ہیں اور میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف اور:۔

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالےٰ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا خداوندا! تیرا قرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا میرے کلام سے اور وہ قرآن ہے پھر میں نے عرض کیا مطلب سمجھے یا نہ سمجھے فرمایا مطلب و معنی سمجھے یا نہ سمجھے —

قرآن مجید قابل فہم کتاب ہے

خدا کا معاملہ انسان کے ساتھ انسان کی زبان میں ہی ہونا چاہیئے تاکہ اس کی سمجھ میں آ سکے۔ قرآن مجید میں سارے تصورات تشبیہات اور استعارات انسانی عقل کے مطابق ہیں تاکہ روح انسانی پر جو خدا کے پیام کی

باقی بر صفحہ ۱۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

